تدوینِ متن۔علم اور روایت کی تدریس اور نصابی کتب

پروفیسر ڈاکٹر محمد خاں اشرف

Prof. Dr. Muhammad Khan Ashraf

Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

ڈاکٹر عظمت رباب

Dr. Azmat Rubab

Associate Professor, Department of Urdu,
Lahore College For Women University, Lahore.

Abstract:

The history and tradition of Urdu Tadveen e Matan has a distinguished background.Its theory and practice is derived from the grand tradition of the Tadveen of Quran e Pak and that of Ahadith.It has been adopted to modern times and Urdu language and literature.The early practices of it learned this art from the madrisas and adjusted it to modern literary requirements. Now, however, the universities have started to teach it as part of research methodology. But there is a lack of the books which can be used to teach it to the beginners. In this article, the authors review the requirements of teaching the theory and practice of Tadveen in Urdu and point to its future requirements.

''متون میں تبدیلی ناگزیر ہے۔'' کتنی بھی کوشش، احتیاط اور حفاظت کی جائے، متن میں تبدیلیاں واقع ہو جاتی ہیں۔ اس کی وجوہات میں ''متن'' کی تحریری نوعیت، انسانی معاشرتی اور علمی و ادبی ماحول، معروضی حالات، انسانی فطرت اور وقت کا تغیر شامل ہیں۔ اگرچہ تمام ہی انسانی آثار وقت کے ہاتھوں میں کھلونے ہیں لیکن ''تحریر'' خاص طور پر شکست پذیری کی کمزوری کی حامل ہے کہ کاغذ اور سیاہی دونوں ہی فنا آمادہ ہیں اور ٹوٹنے اور مٹنے کو تیار رہتے ہیں۔ تحریروں کو چٹانوں پر بھی کندہ کیا گیا، لیکن وقت کے بے رحم اور ناقابلِ دفاع تلاطم میں وہ بھی گِھس اور ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں، دھاتوں پر بھی متون کو ڈھالا گیا لیکن ان کو بھی عناصر نے ملیامیٹ کر دیا۔ عمارات کتنی بھی سنگلاخ ہوں آخر کو ڈھے جاتی ہیں۔ انسانی ذہن بھی ایک شکست پذیر حقیقت ہے کہ وہ نسیاں، سال خوردگی اور الزحیمر "Alzheimer" کا شکار ہو جاتے ہیں۔ متون کو نقل کر کے محفوظ کرنے کا بندوبست بھی

کیا گیا ہے لیکن املا کی غلطیاں، رسم الخط کی مشکلات، زبان و بیان کی تبدیلیاں، انسانی لاپروائی، عصبیت، انا پرستی اور عقیدت مندی متن میں تبدیلیوں اور تحریف کی راہ ہموار کر دیتی ہے۔ زبان خود ایک معاشرتی تشکیل ہے اور یہ انسانی معاشرے، مقام ماحول کی سیاسی و مذہبی تبدیلی کے ساتھ ساتھ مسلسل تغیر پذیر رہتی ہے۔ الفاظ، اصطلاحیں اور تراکیب خود بھی تبدیل ہوتی رہتی ہیں اور ان کے معانی و مفاہیم بھی بدلتے رہتے ہیں۔ اس تمام صورتِ احوال کے پیشِ نظر متون میں تبدیلیاں رونما ہونا انسانی معاشرتی اور علمی و ادبی تاریخ وارتقا کی ایک ناگزیر حقیقت ہے۔

تمام تر انسانی علم و تجربے کے ارتقا کا ریکارڈ تحریر میں ہوتا ہے اور جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے تحریر شکست پذیری کی خصوصیت رکھتی ہے لہٰذا اچھے معاشرے اپنے قابلِ قدر اور قیمتی متون کی حفاظت کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ چوں کہ متون میں تبدیلی ناگزیر ہے اور تبدیلی کا امکان ہمیشہ رہتا ہے لہٰذا اچھے معاشرے اور مقتدر افراد اور تنظیمیں اس سے بچنے اور متون کو محفوظ رکھنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ تمام مہذب معاشروں میں متون کو درست رکھنے، درست کرنے اور تبدیل شدہ متون کو بحال کرنے اور بحال رکھنے کی روایت بھی پائی جاتی ہے۔ اس کی ایک واضح اور روشن مثال اسلامی معاشرے میں قرآن اور حدیث کی تدوین اور انھیں اصل حالت میں بحال اور درست رکھنے کی وسیع روایت موجود ہے جو اس کی تعلیم اور وقت کے ساتھ ساتھ قوی اور مستحکم ہوتی گئی ہے۔ اردو زبان کے اولین علما اور مدونین اس اسلامی روایت سے بہرہ ور تھے لہٰذا انھوں نے اردو تدوینِ متن کی بنیاد اسی روایت پر رکھی اور اسی روایت سے اصول اور طریق کار اخذ کر کے ان کو اپنی اردو کی تدوین میں نافذ اور اختیار کیا۔

چوں کہ مسلم معاشرے میں قرآن و حدیث کی تدوین کی مضبوط روایت موجود تھی اور چوں کہ اولین محقق اور مُدَوِّن اس روایت سے آگاہ اور بہرہ ور تھے لہٰذا اردو متون کی تدوین میں ان کا اس روایت سے اخذ و استفادہ ناگزیر تھا۔ ان اولین محققین اور مدونین نے یہ روایت اپنی مدرسہ اور دینی تعلیم کے دوران میں حاصل کی تھی لہٰذا انھیں اس کا علمی شعور حاصل تھا اور ان کو اردو میں اختیار کرنے میں نہ ہی کوئی مشکل پیش آئی اور نہ ہی ان کو اس کی کوئی باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ یہ عمل ان کے لیے بالکل ہی ایک طرح سے فطری تھا۔ اردو کے اولین مدونین فارسی و عربی تعلیم سے بہرہ ور تھے کہ عربی و فارسی اور دین کی تعلیم ان کی زندگیوں کی حقیقت تھی، ان اصولوں اور ضوابط کو اختیار کرنا ان کے لیے فطرتِ ثانیہ تھا۔

اُردو کی اولین نثری اور شعری تحریریں، دواوین، تذکرے، تاریخیں، طبقات زیادہ تر مخطوطات کی شکل میں ہوتے تھے، جب ملک میں انگریزی حکمرانی شروع ہوئی تو اس کے ساتھ ساتھ چھاپہ خانہ بھی متعارف ہوا۔ فارسی کو جو مسلم عہد میں کاروبارِ حکومت کا ذریعہ تھی، ختم کر دیا اور اس کی جگہ انگریزی اور ہندوستانی زبانیں رائج ہوئیں۔ تعلیم کے لیے مدرسہ کی جگہ سکول رائج ہوئے اور ان کی بنیاد مذہبی کے بجائے سیکولر رکھی گئی۔ اب ضرورت ہوئی کہ اردو زبان کی تصانیف رائج کی جائیں، دوسرے ہندی اور اُردو جھگڑے کے آغاز نے مسلمانوں میں اپنے ادبی، شعری اور تہذیبی ورثے کی حفاظت کا احساس پیدا کیا۔ لہٰذا وسیع پیمانے پر مخطوطات کو محفوظ کرنے کے لیے انھیں مُدَوَّن کر کے شائع کرنے کے سلسلے کا آغاز ہوا۔ دکن کی نظام ریاست اس میں سب سے قابلِ ذکر ہے اور دوسرے اورینٹل کالج لاہور۔

اُردو کے اولین مدونین نے تدوین کے لیے عربی و فارسی روایت کو اختیار کیا اور کچھ انگریزی معیاروں سے بھی استفادہ کیا۔ انھوں نے اپنا کام ذاتی لگن اور محنت سے کیا، ملک کے نئے تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں میں جہاں سیکولر تعلیم رائج تھی تدوینِ متن کی کوئی رسمی تعلیم و تربیت نہ دی جاتی تھی، جیسے جیسے سیکولر نظامِ تعلیم پھیلتا گیا ہے، تعلیم یافتہ فارغ التحصیل نوجوان

اپنی گذشتہ علمی وادبی روایت سے دور ہوتے گئے اور تدوینِ متن کی یونیورسٹیوں کی سطح پر تعلیم نہ ہونے سے اس ضمن میں ایک خلا پیدا ہوتا چلا گیا۔

تقسیمِ ملک کے بعد بھی یہی رجحان جاری رہا۔ پاکستان و ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں تدوین تو کیا، تحقیقِ ادب کی تربیت بھی مفقود تھی۔ اس کا ایک ثبوت بہت ہی گرا فک بیان ڈاکٹر گیان چند نے اپنی کتاب ''تحقیق کا فن''(۱) کے پیش لفظ میں کیا ہے جو چشم کُشا ہے کہ ان کو اپنی پی ایچ۔ڈی کے دوران حوالہ دینے اور تحقیق کے ثبوت فراہم کرنے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا تھا لہٰذا ان کے پی ایچ۔ڈی کے مقالے میں کوئی بھی حوالہ موجود نہیں تھا۔ آہستہ آہستہ ملک کی نامور یونیورسٹیوں میں یہ احساس رائج ہوا کہ ان کا اصل کام اور مقصد تو تحقیق کو فروغ دینا ہے۔ تب یونیورسٹیوں میں تحقیق کے طریق کار اور اصول وضوابط کی تعلیم کا اہتمام کیا جانے لگا اور چوں کہ تدوینِ متن ادبی تحقیق ہی کی ایک مخصوص شاخ ہے، اس کا بھی کچھ اہتمام کیا جانے لگا۔

''تدوینِ متن''، چوں کہ کسی بھی تحریر یا متن خاص کر علمی وادبی متن کو اس کے مصنف کی انشا اور منشا کے مطابق بحال کرنے کا علم اور عمل ہے۔(۲) اردو مخطوطات کی حالت اور بار بار نقل واضافہ کی وجہ سے تبدیلیاں ہونے کے سبب ان کی اشاعت میں اس کی بہت ضرورت محسوس کی گئی۔ گو برصغیر میں فارسی وعربی مخطوطات ومتون کی تدوین کی روایت موجود تھی لیکن کمزور۔ فورٹ ولیم کالج نے اردو املا اور رسم الخط میں کچھ بہتری اور تبدیلی کی کوششیں کیں۔ سرسید احمد خاں نے ''آثار الصنادید''(۳) میں دہلی کی عمارات پر کندہ عبارات کو محفوظ بنایا۔ لیکن باقاعدہ اردو تدوینِ متن کا آغاز حافظ محمود شیرانی سے ہوا۔ اس کے بعد یہ اورینٹل کالج لاہور اور دکن میں جاری وساری رہی۔ اس کے علاوہ برصغیر کے دوسرے شہروں اور مراکز میں بھی اس کا آغاز ہو گیا جہاں اپنی ضروریات وروایت کے نصب العین میں مقامی خصوصیات پیدا ہو گئیں۔

یونیورسٹیوں میں اردو تحقیق کی تعلیم کے ساتھ تدوینِ متن کی تدریس کی بھی ضرورت محسوس کی گئی لیکن اس کے لیے کوئی درسی کتب موجود نہ تھیں جن کے ذریعے ایک مرتب طریقے سے طالب علموں اور سکالرز کو تعلیم اور تربیت دی جا سکے۔ اس سلسلے کی پہلی تصنیف دہلی سے ڈاکٹر خلیق انجم کی کتاب ''متنی تنقید''(۴) منظرِ عام پر آئی۔ ڈاکٹر خلیق انجم کی یہ کتاب ان کے دہلی یونیورسٹی میں ایم۔فِل اور پی ایچ۔ڈی کے اسکالروں کو تدوینِ متن پڑھانے کا نتیجہ تھا۔ لیکن یہ کتاب کاترے کی انگریزی کتاب "An Introduction to Indian Textual Criticism"(۵) سے اور انگریزی تدوین کی روایت سے کافی متاثر تھی اور اس میں اسلامی اور اردو روایت کو خاص طور پر مدِ نظر نہیں رکھا گیا تھا۔ اس کا نام بھی کاترے کی کتاب پر تھا۔ تدوینِ متن، تنقید سے بالکل مختلف علم ہے اور اردو روایت اسلامی روایت کے پس منظر کی وجہ سے اس سے جدا اصول وضوابط رکھتی ہے۔

ڈاکٹر خلیق انجم نے اپنی کتاب میں سنسکرت اور انگریزی روایت کو بنیاد بنایا تھا۔ دونوں روایات ہی خاصی وقیع ہیں، خاص طور پر سنسکرت اور ہندی روایت، لیکن ان کے بنیادی خصائص اور اصول اسلامی روایت سے مختلف ہیں کیوں کہ ان کے علمی اور عملی تقاضے عربی روایت سے مختلف تھے، خاص کر سنسکرت کا شجرہ ترتیب دینے کی روایت اور قیاسی اصلاح کا اصول جو ان میں رائج ہے، لہٰذا اختلاف کی گنجائش پیدا ہوئی۔ ان کے بعد دہلی ہی سے ڈاکٹر تنویر علوی صاحب کی کتاب ''اصولِ تحقیق وترتیبِ متن''(۶) سامنے آئی۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے نہایت ہی بڑی عالمانہ زبان اور نئی خود وضع کردہ اصطلاحیں استعمال کیں جو اس علم میں نیا اضافہ تھیں جو سکالرز اور مبتدیوں کے لیے خاصی مشکلات کا باعث تھیں۔ اس کتاب میں اپنی اردو کی روایت سے کچھ خاص استفادہ نہ کیا گیا تھا۔ ان کے مقابلے میں ڈاکٹر گیان چند کی کتاب ''تحقیق کا فن'' سامنے آئی۔ ڈاکٹر گیان چند نے اردو

تحقیق کی تعلیم کے لیے ایک درسی کتاب ترتیب دی ہے جو انگریزی اور ہندی روایات پر تو ہے لیکن اس کی زبان و بیان بہت سادہ اور طالب علموں کے لیے مفید ہے۔ انھوں نے اردو روایات کو بھی مدِ نظر رکھا ہے لیکن یہ کتاب تحقیق پر ہے اور اس میں تدوینِ متن پر صرف ایک باب قلم بند ہے جو ان کے اپنے تدوین کے تجربے اور مطالعے پر مبنی ہے اور کافی مفید ہے تاہم تدوینِ متن کی نصابی ضرورت اور تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔

جب گورنمنٹ کالج لاہور کو یونیورسٹی کا درجہ ملا اور مجھے موقع ملا کہ میں وہاں ایم۔فل اور پی ایچ۔ڈی کے کورسز اور کلاسز کا باقاعدہ اجرا کر سکوں تو میں نے ''تدوینِ متن'' کی اہمیت کے پیشِ نظر اسے ایک جدا کورس کے طور پر متعارف کرایا۔ اس سے پہلے پاکستان میں اسے صرف ادبی تحقیق کے جزو کے طور پر ہی پڑھایا جاتا تھا۔ اس کی نصابی ضروریات کے لیے بنیادی کتابوں کی ضرورت تھی۔ اردو میں اس وقت تک مندرجہ بالا کتابیں ہی دستیاب تھیں۔ اس کے علاوہ مضامین اور مقالوں کی بھی کافی مقدار موجود تھی لیکن یہ تمام تحریریں علما نے اپنے نظریات اور خیالات کی وضاحت اور ثبوت کے لیے لکھی تھیں اور طلبا اور سکالرز کی ضروریات کے لیے کچھ کتب بھی لکھی گئیں لیکن وہ اردو کے سکالرز کی ضرورت پورا نہ کرتی تھیں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ ''تدوینِ متن'' کے یونیورسٹیوں کے طلبا اور سکالرز اور عام قارئین کی ضرورت کے لیے ''تدوینِ متن'' علم کی مبادیات، اصول وضوابط، طریقِ کار اور اس کی اردو روایت کے متعلق نصابی کتب تحریر کی جائیں۔ میں نے تدوینِ متن کی اصطلاحوں پر مبنی کتاب ''اصطلاحات تدوینِ متن'' مرتب کی تھی جو ان اصطلاحات پر مبنی تھی جو اردو روایت میں مستعمل تھیں لیکن ہمارے پاکستانی طالب علم ان سے ناواقف تھے۔ بعد ازاں اس کے مشتملات پہلے ''اصطلاحات تحقیق و تدوین'' اور پھر جامع لغت ''اشرف اللغات'' میں شامل کیے گئے جو ادب، تحقیق، تنقید اور تدوین کی اصطلاحات پر مشتمل تھے۔ یہ کتب ڈاکٹر عظمت رباب کی شراکت سے مکمل ہوئیں اور اب جامعات میں استعمال کی جاتی ہیں۔ اسی اثنا میں ڈاکٹر عظمت رباب کا اپنا مقالہ ''اردو تدوینِ متن کی روایت''(۷) شائع ہوا جو تدوینِ متن کی روایت کا اولین اور نہایت عالمانہ تجزیاتی مطالعہ تھا اور جس نے ''تدوینِ متن'' کو ایک مکمل علم کے طور پر مستحکم اور منضبط کیا۔ اس کے بعد ان کی دو دیگر کتابیں ''تدوینِ متن کے دبستان''(۸) اور ''تدوینِ متن کے علمبردار''(۹) شائع ہوئیں۔ انھوں نے ''تدوینِ متن'' کے مطالعے کی روایت کو اردو تحقیق کے میدان میں نہایت نمایاں اور درخشاں طور پر قائم کیا اور اردو میں اس علم کی روایت کے خطوط کو نہایت واضح طور پر قائم کیا۔

اس اثنا میں اردو تحقیق کے سکالرز اور طالب علموں کے لیے ایک مناسب نصابی کتاب کی میری تلاش اور جستجو جاری تھی، پہلے میں نے ڈاکٹر ہارون قادر صاحب سے جو جی۔سی۔یو میں میرے شریک کار تھے، درخواست کی کہ وہ ''ابجد تحقیق'' کے طرز پر تدوین کی نصابی کتاب بھی ترتیب دیں تاکہ تدوین کی تدریس و تعلیم میں جو جو بے قاعدگی اور بے ربطی ہے وہ ختم ہو اور اس میں یکسانی پیدا ہو، انھوں نے وعدہ کیا، ریٹائرمنٹ کے بعد وہ گیریژن یونیورسٹی لاہور میں پھر میرے شریکِ کار ہو گئے لیکن انھوں نے دیگر مصروفیات کے باعث اس وعدہ کو ایفا کرنے سے معذرت کر لی۔

اب میں دوبارہ ڈاکٹر عظمت رباب کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے اس کا تقاضا شروع کیا۔ تدوینِ متن کی روایت کی تحقیق کر کے انھوں نے نمایاں کارنامہ انجام دیا تھا، اس کے پیشِ نظر وہ اس کام کے لیے موزوں ترین ہیں لیکن وہ اب یونیورسٹی کے کاموں، خانگی امور، اپنی بیٹی کی پرورش اور اپنے ایچ۔ای۔سی کے پراجیکٹس میں سر سے پاؤں تک ڈوبی ہوئی ہیں۔ پھر بھی انھوں نے اپنے استاد کی فرمائش کو حکم جانا اور کتاب کا ایک ابتدائی مسودہ مجھے ارسال کیا ہے جو ان کے علم اور تحقیق سے کافی بوجھل

ہے۔اب میں اس کے مطالعے میں مصروف ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ اسے کس طرح اتنا ہلکا اور واضح کروں کہ وہ ان سکالرز کے کام آسکے جن کو ادبی تحقیق کی مبادیات سے بھی آشنائی نہیں ہے۔

حوالہ جات

۱۔ جین، گیان چند، ڈاکٹر،تحقیق کا فن، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع سوم،۲۰۰۳ء

۲۔ محمد خاں اشرف، ڈاکٹر،عظمت رباب، ڈاکٹر، مرتبین: اشرف اللغات، لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز،۲۰۱۸ء

۳۔ سرسید احمد خاں، آثار الصنادید، مرتبہ: ڈاکٹر خلیق انجم، نئی دہلی: اردو اکادمی،۱۹۹۰ء

۴۔ خلیق انجم، ڈاکٹر، متنی تنقید، کراچی: انجمن ترقی اردو،۲۰۰۶ء

5. S.M.Katre, An Introduction to Textual Criticism, Poona, 1954

۶۔ تنویر احمد علوی، ڈاکٹر، اصولِ تحقیق وترتیبِ متن، لاہور: سنگت پبلشرز،۲۰۰۳ء

۷۔ عظمت رباب، ڈاکٹر، اردو تدوینِ متن کی روایت، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز،۲۰۱۷ء

۸۔ عظمت رباب، ڈاکٹر، اردو تدوینِ متن کے دبستان، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز،۲۰۱۶ء

۹۔ عظمت رباب، ڈاکٹر، اردو تدوینِ متن کے علمبردار، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز،۲۰۱۶ء

☆......☆......☆